راجی سید مبارکؒ مانک پوریؒ

بانئ مبارک پور

از قاضی اطہر مبارکپوری

حضرت راجی سید مبارک شاہ، مانک پوری رح متوفی ۲۰ر شوال ۹۶۵ھ بانی مبارکپور مانک پور کے راجگان چشت میں مشہور بزرگ ہیں۔ اُن کے حالات کی تلاش و جستجو بچپن سے تھی، مگر تلاش بسیار کے باوجود ان کے نام کے علاوہ ابتک کچھ نہ مل سکا تھا جبکہ ان کے آباء واجداد اور اولاد و احفاد کے حالات مل گئے۔ خیال تھا کہ گنج ارشدی مصنفہ شیخ غلام رشید بن شیخ محمد ارشد بن شیخ محمد رشید جونپوری متوفی ـــ ھ اور بحر ذخار مصنفہ شیخ وجیہ الدین لکھنوی (سن تالیف ۱۲۰۴ھ) کہیں سے دستیاب ہو جائیں تو شائد ان میں راجہ سید مبارک شاہ کے حالات مل جائیں، مگر ان نادر و نایاب قلمی کتابوں کا ملنا دشوار تھا اور بعض ذرائع سے پتہ چلا کہ خانقاہ رشیدیہ جونپور میں ان کے قلمی نسخے ہیں، اسی لئے خاص طور سے ۱۹ر محرم ۱۳۹۲ھ ۶ر مارچ ۱۹۷۲ء کو جونپور حاضری ہوئی اور گنج ارشدی کے

دو قلمی نسخے خانقاہ رشیدیہ میں ملے۔ ایک زیادہ قدیم ہے جو ایک جلد میں ہے، اور دوسرا نسخہ جدید ہے اور دو جلدوں میں ہے۔ اسی کی دوسری جلد میں راجہ سید مبارک شاہ کے کچھ حالات ملے جنہیں لب غنیمت سمجھکر اور خانقاہ رشیدیہ میں بیٹھکر بین العصرین نقل کیا۔

ویسے اس خانوادہ کے حالات دسمبر ۱۹۶۵ء اور جنوری ۱۹۶۶ء کے معارف اعظم گڑھ میں۔ مشائخ گردیزیہ کا تعلق اضلاع پورب سے" کے عنوان سے لکھکر شائع کرایا تھا۔ مگر اس میں راجہ سید مبارک کا حال نہیں تھا۔ اور قرائن سے ان کے کچھ حالات درج کئے تھے، اب ان کا تذکرہ گنج ارشدی سے درج کیا جاتا ہے جو گنج ارشدی کے جدید قلمی نسخہ کی جلد دوم کے صفحہ ۲ تا صفحہ ۱۱ میں ہے۔

حضرت راجی سید مبارک بن راجی سید احمد بن راجی سید نور بن راجی سید حامد شاہ مانک پوری کا تذکرہ ان القاب سے شروع ہوتا ہے۔ "واصل در ذکر قدوۃ اہل اللہ و پیشوائے عرفاء اللہ تعالیٰ راجی مبارک سید مبارک قدس سرہ العزیز است"، آپ کے والد بزرگوار راجی سید احمد آپ کی ولادت سے پہلے ہی فوت ہو گئے تھے، اور عنفوان شباب تک دادا راجی سید نور نے پرورش کر کے تعلیم و تربیت دی۔ اور آپ بچپن ہی میں اپنے جد بزرگوار راجی سید نور سے بیعت کر کے اسی زمانہ میں ان سے خلافت حاصل کی، بیان کیا جاتا ہے کہ ان کے والد راجی سید احمد اور راجی سید محمد دو بھائی تھے، اور اپنے والد راجی سید نور کو بہت ہی پیارے تھے، دونوں صاحبزادے مکتب میں پڑھتے تھے، ایک دن استاذ نے کسی بات پر دونوں بھائیوں کو طمانچہ مارا، جب ان کے والد کو اس کی خبر لگی تو کہا کہ حیدر کرار کی اولاد کو طمانچہ مارنا اچھا نہیں ہے، یہ کہکے لب ابھی اپنی جگہ

میدانِ کارزار ہیں۔ اور دونوں بہادری دکھاتے ہوئے شہادت پائیں گے۔ چنانچہ جوان ہونے کے بعد دونوں بھائی شاہی فوج میں ملازم ہوگئے۔ ان ہی دنوں میں ایک راجہ سے شاہی فوج کا مقابلہ ہوا، اور دونوں بھائیوں نے میدان جنگ میں دادِ شجاعت دی۔ راجہ سید احمد (والد راجی سید مبارک) اس جنگ میں شدید زخمی ہوکر میدانِ کارزار میں گر گئے۔ ان کے والد راجہ سید نور کے مریدوں میں بعض افراد وہاں موجود تھے جنھوں نے راجی سید احمد کو پہچان لیا، اور ان کو وہاں سے اٹھاکر گھر لائے اور دوا علاج کیا۔ جب راجی سید احمد صحت یاب ہوگئے تو ان کے گھر روانہ کر دیا، مانک پور آنے کے بعد راجی سید احمد کی شادی ہوئی اور ازدواجی زندگی کا دور شروع ہوا، ابھی تھوڑے ہی دن گذر رہے تھے کہ پرانے زخم پھر عود کر آئے جس سے ان کا انتقال ہوگیا، مریدوں اور متوسلوں نے راجہ سید نور سے عرض کیا کہ صاحبزادے عین جوانی میں لاولد فوت ہوگئے اور آپ کی عمر کا بھی آخری وقت ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی اولاد کا سلسلہ منقطع ہو جائے گا۔ راجہ سید نور نے ان سے کہا کہ

خبر زوجہ راجی سید احمد بگیرند کہ ازاں پسرے خواہد شد کہ خاندان ما ازو روشن خواہد گشت۔

راجی سید احمد کی بیوی کی خبر لینی چاہیئے، کہ اس سے ایک بچہ پیدا ہوگا جس سے ہمارے خاندان کا نام روشن ہوگا۔

چنانچہ عورتوں نے تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ ایک ماہ کا حمل ہے، اسی سے راجی سید مبارک پیدا ہوئے۔ دادا اپنے اس یتیم پوتے سے بے انتہا محبت کرتے تھے، اور ان کی دلجوئی کر کے نیک توقعات رکھتے تھے، لاڈ پیار کی وجہ سے ان کو "میاں ماکھو" کہا کرتے تھے۔

مراہقت کے زمانہ میں ایک مرتبہ راجی سید مبارک اپنا پائجامہ دھو کر دھوپ سکھا رہے تھے، دادا کہیں سے آ گئے اور دیکھ کر کہا کہ

حیاتِ ما تا بلوغ میاں ماکھو بود، از راہِ شفقت حضرت راجی سید مبارک را میاں ماکھو می فرمودند۔

ہماری زندگی میاں ماکھو کے جوان ہونے تک ہے، آپ نے از راہ شفقت راجی مبارک کو میاں ماکھو کہا۔

نیز ایک موقع پر راجہ سید نور نے اپنے پوتے کی دل جوئی کرتے ہوئے کہا

مرا درین خانہ دفن خواہید نمود، میاں ماکھو را کہ احتیاج پرسیدن خواہد بود پرسیدہ خواہند گرفت،

تم لوگ مجھے اس مکان میں دفن کرنا تاکہ اگر میاں ماکھو کچھ معلوم کرنا چاہیں تو معلوم کر لیا کریں۔

چنانچہ ان کی قبر حویلی ہی میں بنی اور اس کے ساتھ راجی سید مبارک اور ان کے صاحبزادے راجی سید مصطفےٰ کی قبریں بھی ہیں۔

راجہ سید مبارک کی تعلیم و تربیت کے بارے میں اس کے سوا کچھ نہیں معلوم کہ وہ اپنے دادا کے مرید اور خلیفہ تھے،

وے مرید جد بزرگوار خود حضرت راجی سید نور در صغر گشت، و خلافت ہم در آں ایام یافت۔

وہ بچپن میں اپنے جد بزرگوار راجی سید نور کے مرید ہوئے اور اسی زمانہ میں خلافت بھی پائی۔

راجہ سید مبارک کی پہلی شادی ان کے پردادا راجہ سید حامد شاہ مانک پوری کے مرشد حضرت شیخ حسام الدین مانک پوری (متوفی ۸۵۳ھ) کے خاندان میں ہوئی تھی، مگر ایک مدت تک کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ ان کی بیوی نے خوشی خوشی کہا

آپ دوسری شادی کرلیں تاکہ بقائے نسل کا باعث ہو، راجہ مبارک نے کہا کہ تم ہمارے مخدوم کے خانوادے سے ہو، اس لئے تمہارے ہوتے ہوئے دوسری شادی کسی طرح مناسب نہیں ہے۔ جب بیوی نے بہت زیادہ اصرار کیا تو راجہ مبارک نے اپنی بیوی کو ساتھ لیکر استخارہ اور یہ مژدہ ملا کر جون پور میں میاں شیخ الہ داد[1] کے خاندان میں نسبت ہوگی۔ اور بس سے اور اسی سے اولاد پیدا ہوگی، چنانچہ اس بشارت کے مطابق شیخ الہ داد کی صاحبزادی سے راجہ مبارک کی دوسری شادی ہوئی اور اس سے راجہ صاحب کے چھ لڑکے پیدا ہوئے۔

آخر شش پسر از دختر شیخ الہ داد متولد گشتند۔

چھ لڑکے شیخ الہ داد کی دختر سے پیدا ہوئے۔

دوسری شادی کے بعد بھی پہلی بیوی اور ان کے خاندان کا ادب و احترام قائم رہا بلکہ بعد میں بھی راجہ خاندان کے افراد شیخ حسام الدین کے خاندان کے افراد کی تعظیم و تکریم میں بڑا اہتمام کرتے تھے، اور اس کو اپنے لئے باعث صد افتخار سمجھتے تھے، چنانچہ ایک مرتبہ شیخ حسام الدین کے عرس کے موقع پر راجہ سید مبارک نے اپنے گلے میں رسی ڈالی اور ایک گائے کے گلے میں رسی ڈالی۔ اور اسے لیکر شیخ قاسم سجادہ نشین خانقاہ شیخ حسام الدین

---

[1] مولانا شیخ الہ داد جونپوری متوفی ۹۲۳ھ رحمۃ اللہ علیہ اپنے دور میں جونپور کے اکابر علماء میں سے تھے، ایک واسطہ سے قاضی شہاب الدین دولت کا شرف رکھتے تھے، اور راجہ سید مبارک شاہ کے پر دادا راجہ سید حامد شاہ مانک پوری سے مرید تھے، پوری عمر علوم دینیہ کی تعلیم اور کتابوں کی تصنیف میں بسر کی شرح ہدایہ، شرح اصول بزدوی، حاشیہ شرح ہندی، حاشیہ تفسیر مدارک وغیرہ انکی تصانیف سے ہیں۔

کی خدمت میں چلے، شیخ قاسم ان کی آمد کی خبر سن کر پیشوائی کے لئے باہر آئے، ملاقات ہوتے ہی راجہ صاحب نے کہا کہ "گاؤ مبارک ہر دو برائے قربانی حاضر"، شیخ قاسم نے گائے ذبح کی تو راجہ صاحب نے کہا "گاؤ از مبارک بہتر است کہ قابل فاتحہ گشت، مبارک نہ" اسی قسم کی باتیں راجہ سید مبارک کے تذکرہ میں مل سکی ہیں جو غنیمت ہیں۔ نہ انکی تعلیم و تربیت کا پتہ چل سکا نہ مرید و مسترشدین کے حالات معلوم ہو سکے اور نہ ان کی روحانی اور دینی زندگی کے کچھ اہم واقعات مل سکے۔ البتہ ان کے کمالات و فضائل کے سلسلے میں صرف یہ الفاظ درج ہیں۔

اکثر اولیائے مکمل مرید و خلیفہ آنحضرت بودند۔

اکثر اولیائے کاملین آپ کے مرید و خلیفہ ہیں۔

اور راجہ صاحب کے صاحبزادے راجہ سید مجتبیٰ مانک پوری کے ذکر میں تصریح ہے کہ۔

وے مرید و خلیفہ والد بزرگوار خود حضرت راجی سید مبارک قدس سرہٗ

وہ اپنے والد حضرت راجہ سید مبارک کے مرید و خلیفہ ہیں۔

راجہ صاحب کی قبر، اس کے گنبد اور اس کی تعمیر وغیرہ کا حال نہایت تفصیل سے درج ہے، راجہ صاحب کی وفات کے بارے میں یہ تصریح ہے۔

وفات آنحضرت دوم شوال در سنہ نہ صد و شصت و پنج است۔

آپ کی وفات دوسری شوال ۹۶۵ھ کو واقع ہوئی ہے۔

اور تاریخ وفات یہ ہے۔

امام سالکان و قطب الاقطاب ... ۷ سترودین حضرت راجی مبارک

چوں زیں دنیائے دوں رحلت نمود ؛ بلطف حق تعالیٰ و تبارک ...،
شدہ مذکور سالش گفتہ عابد ؛ بحق شد راجئ سید مبارک ...، ۹۶۵ھ

راجہ صاحب کا مزار اندرون حویلی ایک گنبد کے اندر واقع ہے جسے بعد میں آپ کے صاحبزادے راجہ سید مصطفےٰ نے تعمیر کرایا تھا، اس کے اندر تین قبریں ہیں۔ پہلی قبر راجہ سید نور کی ہے اس کے بعد مشرق کی طرف راجہ مبارک کی قبر ہے، یہ دونوں قبریں سنگ مرمر کی ہیں اور ان کا فرش بھی سنگ مرمر ہی کا ہے، اور ان دونوں کا حاشیہ سنگ موسیٰ کا ہے۔ اور تیسری قبر راجہ سید مصطفےٰ ابن راجہ سید مبارک کی ہے، یہ سنگ مرمر کی نہیں ہے بلکہ کچی ہے۔ بعد میں یہ گنبد راجہ سید مصطفےٰ کا بناء کردہ ہے، اور اسکی تاریخ بناء اسی میں نقش ہے۔ جو درج ذیل ہے۔

للّٰہ الحمد خالق الکونین ؛ وحدہ لا شریک لہ ثانی
قادر ذوالجلال والاکرام ؛ کہ جہاں راست قدرتش بانی
چوں موفق شدہ عنایت او ؛ بتوفیق لطف سبحانی
در زبان جلال دیں اکبر ؛ کہ بدادش خدا جہاں بانی
روضۂ ساخت مصطفےٰ راجی ؛ کش چوں رضوان سزد بدربانی
فیض بخش مروح ارواح ؛ در سر قطبہائے ربانی
بہر سال بنائے تاریخش ؛ ہم بیک بیت گفت او معانی ؟

جنت پر بنور ربانی

(گنج ارشدی قلمی جلد دوم از صفحہ ۷ تا صفحہ ۱۱)

مبارکپور میں راجہ صاحب کی مسجد کے شمال میں ان کے نام کی جو قبر ہے۔ سراسر جعلی اور نقلی ہے اور انکی اولاد و احفاد کے حالات مختلف کتابوں میں موجود ہیں۔ فی الحال راجہ سید مبارک شاہ کا تذکرہ مقصود ہے۔

Scanned by CamScanner